تحفظ حقوق نسواں کا قانون بنانے والی حکومت کے زیر سایہ گذشتہ دنوں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایک طالبہ ''نداشار'' کو اغوا کیا گیا' اس کے ساتھ بہیمانہ سلوک کیا گیا اور آخر کار قتل کر کے لاش کسی ویرانے میں پھینک دی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس قدر کربناک سانحہ پر وہ قانون حرکت میں کیوں نہ آیا' جو ہمیں تحفظ فراہم کرتا ہے۔ وہ لوگ سراپا احتجاج کیوں نہ بنے جو حقوق نسواں کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔

اور اب ریاستی دہشت گردی کا تازہ شکار نواب اکبر بگٹی بنے۔ جنھیں زندہ درگور کر دیا گیا۔ اس غیر قانونی' غیر اخلاقی اور غیر اسلامی اقدام پر شرمندہ ہونے کی بجائے اسے بڑی کامیابی قرار دیا جا رہا ہے۔ وہ وطن عزیز کی نامور سیاسی شخصیت تھیں۔ بلوچستان کے گورنر اور وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں۔ سیاسی اختلافات کی بناء پر کسی کو زندگی سے محروم کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

اب جبکہ اس کا ردعمل سامنے آ رہا ہے' بلوچستان میں شدید مظاہرے ہو رہے ہیں' سرکاری املاک تباہ کی جا رہی ہیں۔ بلوچستان میں پنجابی آبادکاروں کا قتل عام ہو رہا ہے' ان کی املاک نذر آتش کی جا رہی ہیں' ان پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ حالات پہلے سے بھی مخدوش ہو رہے ہیں۔ بدامنی اپنے نکتہ عروج پر پہنچ چکی ہے اور یہاں اس قتل پر اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ بگٹی کے قتل سے اب حالات سدھر جائیں گے۔ لیکن اب آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

وطن عزیز میں دینی مدارس اور جامعات انتہائی خاموشی سے جہالت ناخواندگی کے خلاف کام کر رہے تھے اور لاکھوں بچوں اور بچیوں کو مفت تعلیم' کھانا' کتب' رہائش' علاج اور دیگر سہولتیں فراہم کر رہے تھے۔ ان مدارس اور جامعات کے مہتمم حضرات' اساتذہ کرام اور طلبہ محب وطن شہری ہیں۔ ان کے خلاف کسی تھانے میں کوئی مقدمہ درج نہیں۔ سیاسی علاقائی اختلافات سے بالاتر ہو کر صرف خدمت کے جذبے سے کام کر رہے ہیں' لیکن بُرا ہو اس شخص کا جس نے سب سے پہلے دینی مدارس اور جامعات کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور ان کے تقدس کے خلاف زبان درازی کی۔ ان کے ارفع مشن کو داغدار کرنے کے لیے نہایت بیہودہ الزام لگائے۔ کتاب وسنت کی تعلیم کو انتہا پسندی اور دہشت گردی قرار دیا۔ انھیں تخریب کاری کی آماجگاہیں قرار دیا۔ حالانکہ ایک زمانہ اس بات کا معترف ہے کہ یہ تعلیمی ادارے دراصل قیام پاکستان کا حاصل ہیں۔ جن کی بدولت آج وطن عزیز میں اسلامی اقدار نظر آ رہی ہیں۔ اسلامی تہذیب وثقافت کے فروغ میں ان کا کردار لائق تحسین ہے۔

لیکن دکھ اور افسوس یہ ہے کہ برسراقتدار طبقے نے زندگی کے کسی شعبے کو امن و چین سے رہنے نہ دیا اور ہر جگہ بے جا مداخلت کی' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج پاکستان میں ترقی اور معیار کی بلندی ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ تنافس کی فضا ختم ہو چکی ہے' لوگ خاموشی اور گمنامی میں عافیت محسوس کرتے ہیں۔

ہماری حکومت کے کارپردازوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے کردار پر غور کریں کہ ان کے طرز عمل اور احکامات سے پاکستان کا کتنا نقصان ہو رہا ہے اور اس ملک کی تعمیر و ترقی میں وہ کس قدر رکاوٹ ہیں۔ اگر وہ واقعی پاکستان کے مستقبل کو تابناک دیکھنا چاہتے ہیں تو انھیں وطن عزیز میں امن بحال کرنا ہوگا اور زندگی کے تمام شعبوں سے منسلک لوگوں کو اپنا کردار ادا کرنے کے لیے آزاد ماحول فراہم کرنا ہوگا۔ تاکہ وہ وطن عزیز کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی نومنتخب قیادت کی خدمت میں ہدیہ تبریک

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ کا انتخابی اجلاس ۲۷ اگست بروز اتوار ۱۰۶ راوی روڈ لاہور میں منعقد ہوا۔ جنھوں نے مولانا معین الدین لکھوی' علامہ پروفیسر ساجد میر' مولانا حافظ عبدالکریم اور حاجی عبدالرزاق کو بالترتیب سرپرست اعلیٰ' امیر' ناظم اعلیٰ اور خازن منتخب فرمایا۔ تمام کارروائی انتہائی پرسکون ماحول میں انجام پائی۔

اجلاس سے نومنتخب قیادت نے مختصر خطاب کیا۔ جہاں انھوں نے ممبران شوریٰ کا شکریہ ادا کیا' وہاں انھوں نے اس عہد کا اظہار بھی کیا کہ وہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اعلیٰ نصب العین کو حاصل کرنے کے لیے تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے۔

ہم یہاں نومنتخب قیادت کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے انھیں خوش آمدید کہتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ وہ اپنی بلند نظری' فہم وفراست اور اعلیٰ بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مرکزی جمعیت کے مفادات کا تحفظ کریں گے۔ اسلام کی سربلندی' کتاب وسنت کی بالادستی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے۔ خصوصاً دعوت اِلی اللہ' اصلاح معاشرہ اور اسلامی تعلیم کے فروغ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔ دینی مدارس اور جامعات کے کو حاصل کرنے کے لیے ان میں انقلابی اصلاحات کا نفاذ کرائیں گے۔ معاشرے میں مساجد کے کردار کو بحال کرائیں گے۔ نیز خدمت خلق میں اعلیٰ روایات قائم کریں گے۔ مظلوم رعایا کی دادرسی کرائیں گے۔ نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنے کے ساتھ کارکنوں کی سرپرستی